اِنَّ الفضلَ بیدِ اللہ یُؤتیہِ من یشاء ۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

غلام احمد قادیانی (الہام)

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں دوبار

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۱۰ ششماہی ۵/۸ سہ ماہی ۳/۴ بیرون ہند

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر (۸) | مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۴ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ | جلد (۱۲)




## حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خیروعافیت کی خبر

### عدن سے قادیان صرف سات گھنٹے میں

۲۳ جولائی۔ گذشتہ اخبار کے ٹائٹل کے چند کاغذ چھپنے باقی تھے کہ ۶ بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تار بنام صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب پہنچا۔ اسی وقت اس کی اطلاع پتھر پر لکھا دی گئی جو چند آخری پرچوں میں چھپ گئی۔ چونکہ سب احباب تک وہ اطلاع نہ پہنچائی جا سکی تھی اسلئے درج ذیل کی جاتی ہے۔

یہ تار ۲۳ جولائی کو ۱۱ بج کر ۱۰ منٹ پر عدن سے روانہ ہوا۔ اور ۴ بج کر ۵۵ منٹ بٹالہ پہنچا۔ وہاں سے مولوی نیک محمد صاحب افغان لیکر قریباً ایک گھنٹہ میں بائیسکل پر قادیان پہنچ گئے۔ تار حسب ذیل ہے:۔

"بخیریت عدن پہنچ گئے۔ خدا تعالیٰ بچہ کی ولادت مبارک کرے۔ مجید احمد نام رکھا جائے"۔

## نظم

# التجائے قادیان

### بزبان سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بہنوں کے دل میں جس قدر محبت اپنے بھائیوں سے ہوتی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ پھر جن بہنوں کو خدا تعالیٰ نے حضرت محمود جیسا بھائی عطا کیا ہو۔ جو لاکھوں آنکھوں کے لئے نور اور بے شمار دلوں کا سرور ہے ان کی محبت کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ ذیل کے پاک اشعار اسی محبت و اُلفت کی تشریح ہیں۔ جو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ایسی حالت میں کہے۔ جبکہ ان کی طبیعت علیل تھی۔ الحمد للہ اب انہیں صحت ہے۔ دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے دل سے نکلے ہوئے ان الفاظ کو جو دراصل تمام جماعت کے دلی اور قلبی جذبات کا آئینہ ہیں جلد پورا کرے۔ (ایڈیٹر)

سیدا! ہے آپ کو شوقِ لقائے قادیاں ۔ ہجر میں خوں بار ہیں یاں چشمہائے قادیاں

سب تڑپتے ہیں کہاں ہے زینتِ دارالاماں ۔ رونقِ بستانِ احمدؑ دلربائے قادیاں

جان پڑ جاتی تھی جن سے وہ قدم ملتے نہیں ۔ قالبِ بے روح سے ہیں کوچہ ہائے قادیاں

فرقتِ مہ میں ستارے ماند کیسے پڑ گئے ! — ہے نرالا رنگ میں اپنے سمائے قادیاں
وصل کے عادی سے گھڑیاں ہجر کی کٹتی نہیں — بارِ فرقت آپ کا کیونکر اُٹھائے قادیاں
رُوح بھی باقی نہیں کچھ چین قالب کے بغیر — ان کے مُنہ سے بھی نکل جاتا ہے "ہائے قادیاں"
ہو وفا کو ناز جب پھر جب ملے ایسا مطاع — کیوں نہ ہو مشہورِ عالم پھر وفائے قادیاں
کیوں نہ تڑپا دے وہ سب دُنیا کو اپنے سوز سے — درد میں ڈوبی نکلتی ہے صدائے قادیاں
اس گلِ رعنا کو جب گلزار میں باقی نہیں — ڈھونڈنے جاتی ہے تب بادِ صبائے قادیاں
لیکن جب [illegible] اسکو دعائے خاص ہیں — کس طرح دینگے بھلا اہلِ وفائے قادیاں؟
کشتی دینِ محمدؐ جس نے کی تیرے سپرد — ہو تری کشتی کا حافظ وہ خدائے قادیاں
منتظر ہیں آئیں گے کب حضرتِ فضلِ عمر — سوئے رہ نگراں ہیں ہر دم دیدہ ہائے قادیاں
مانگتے ہیں سب دُعا ہو کر سراپا آرزو — جلد شاہِ قادیاں تشریف لائے قادیاں
شمسِ ملت جلد فارغ دورۂ مغرب سے ہو — مطلعِ مشرق سے پھیلائے ضیائے قادیاں
خیریت سے آپ کو اور ساتھ سب احباب کو — جامع المتفرقین جلدی سے لائے قادیاں
آئیں منصور و مظفر کامیاب و کامراں — قصرِ تثلیثی پہ گاڑ آئیں لوائے قادیاں
پیشوائی کے لئے نکلیں گھروں سے مرد و زن — یہ خبر سُن کر کہ آئے پیشوائے قادیاں
ابرِ رحمت ہر طرف چھائے، چلے بادِ کرم — بارشِ انوار سے پُر ہو فضائے قادیاں
گلشنِ احمدؐ میں آجائے بہار اندر بہار — دل لبھائے عندلیبِ خوشنوائے قادیاں
معرفت کے گُل کھلیں تازہ بتازہ نو بنو — جن کی خوشبو سے مہک اُٹھّے ہوائے قادیاں
مانگتے ہیں ہم دعائیں آپ بھی مانگیں دُعا — حق سُنے اپنے کرم سے التجائے قادیاں
علم و توفیق بلاغ دین ہو ان کو عطا — قادیاں والوں کا ناصر ہو خدائے قادیاں
راہِ حق میں جب قدم آگے بڑھائے ایکبار — سر بھی کٹ جائے نہ پھر پیچھے ہٹائے قادیاں

خالق ہر دو جہاں کی رحمتیں ہوں آپ پر
والسلام اے شاہِ دیں اے رہنمائے قادیاں

**حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور آپکے خدام کی خیریت اور کامیابی کیلئے خاص طور پر دعائیں کی جائیں**

# عدن سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا مفصل تار

## اہم امور سلسلہ کے متعلق ضروری ہدایات

(تار بنام مولانا مولوی شیر علی صاحب)

ہائجکر - انسٹ عدن - ۲۳ جولائی کا حسب ذیل تار ۲۴ جولائی کو قادیان پہنچا -

"الحمد للہ عدن بخیریت پہنچ گئے ہیں -

"سنول" اور قادیان کے اخبار باقاعدہ بھیجے جائیں - ڈاک اور پارسل وغیرہ ٹھامس کک اینڈ سن کی معرفت ۳۱ جولائی تک پورٹ سعید بھیجے جائیں - اور اس کے بعد لنڈن -

جو مضمون کانفرنس میں پڑھا جائیگا - اسکی نظر ثانی کرنے میں جلدی کی جائے - اس کی ایک کاپی سکرٹری کانفرنس کو اور ایک مجھے بھیجدی جائے - باقی ہر دو مضامین کے چھپوانے میں جلدی کی جائے -

اگر برلن یا لنڈن سے کوئی خبر آئی ہو - تو اسکی اطلاع بذریعہ تار پورٹ سعید دی جائے -

سماٹرا مشن جب کوئٹہ سے روانہ ہو جائے - تو اس کی اطلاع بھی بذریعہ تار دی جائے -

مولوی نعمت اللہ خان کابلی کے مذہبی اختلاف کی وجہ سے قید کئے جانے کے خلاف احتجاج کیا جائے - اور ان کی آزادی کے لئے جدوجہد کی جائے -

حادثہ بھیرہ کے حالات کے متعلق بذریعہ تار اطلاع دیں یہ حادثہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں نہایت اہم ہے -

سلسلہ کی عزت کی حفاظت نہایت ضروری ہے - اپنے طور پر تحقیقات کریں - اگر اس میں احمدیوں کا قصور نکلے - تو ان کو تنبیہ کی جانی چاہیئے - اور جو شخص یا اشخاص اس فساد کے اصل بانی ہوں - ان کا مقاطعہ کرنے کے متعلق میرے پاس رپورٹ آنی چاہیئے - لیکن اگر وہ مظلوم ہیں تو انہیں اپنے سلسلہ کا احترام قائم رکھنے کے لئے ہر طرح سے پوری امداد دینی چاہیئے -

لڑنے اور فساد کرنے کے متعلق عام طور پر بذریعہ اعلان اظہار ناپسندیدگی اور بریت ہونا چاہیئے - احمدیوں کو چاہیئے - کہ دوسروں کو تکلیف پہنچانے کی بجائے خود ظلم برداشت کر لیا کریں -

بھیرہ کے احمدیوں کو ہدایت کر دی جائے - کہ وہ اپنے تمام بیانات وغیرہ میں صداقت اور محض صداقت کو اختیار کریں -

اللہ تعالیٰ آپ کی اور ان کی مدد کرے - فساد کی وجہ اور اسکی تفصیلات سے بذریعہ تار اطلاع دیں "

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

# الفضل

قادیان دارالامان - ۲۹ جولائی ۱۹۲۴ء

# حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر یورپ اور غیر مبایعین کا بغض و حسد

(نمبر ۱)

جیسا کہ خیال ہی نہیں بلکہ یقین تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ کی آڑ میں غیر مبایعین کے اخبار "پیغام صلح" نے اس جلن اور سوزش کا اظہار کر ہی دیا۔ جو ان لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق شروع دن سے جلا رہی ہے۔ اور جس نے ان کی عاقبت خراب کر کے انہیں مرکز سلسلہ سے ہی جدا کر دیا ہے پھر ہی نہیں۔ بلکہ انہیں یہاں تک سیاہ دل بنا دیا ہے۔ کہ اسی ضد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس شان اور درجہ کا انکار کر رہے ہیں۔ جس کا سالہا سال بڑی بلند آہنگی سے اکناف عالم میں اعلان کرتے رہے ہیں۔

## غیر مبایعین کی بے تہذیبی

جن لوگوں کی عداوت محمود میں یہاں تک نوبت پہنچ چکی ہو۔ اور جن کی بغض و حسد میں اس درجہ حالت خراب ہو چکی ہو۔ انکی طرف سے اگر اس موقع پر ناپاکی اور غلاظت کے چھینٹے نہ پھینکے جاتے۔ جبکہ وہ انسان مغربی ممالک میں اشاعت اسلام کے مقاصد و اغراض کی خاطر روانہ ہو رہا ہے۔ جس نے انکی بے جا خواہشوں اور نکمی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا۔ جس نے ان کے منصوبوں اور بد ارادوں کو مٹی میں دبا دیا۔ اور جس نے ان کی بے راہ روی اور گمراہی کو نمایاں کر دیا ہے۔ تو اور کونسا موقع ہو سکتا تھا۔ پس اس وقت ان کی طرف سے جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اگرچہ شرافت اور تہذیب سے بہت ہی گرا ہوا۔ اور متانت و سنجیدگی سے بہت ہی دور ہے۔ لیکن وہ بیچارے بھی معذور ہیں۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کے متعلق حسد و بغض۔ دشمنی اور عداوت نے ان کے جذبات شرافت کو بالکل مردہ بنا دیا ہے۔ اس لئے ایسے لوگ جس قدر بھی شرمناک حرکات کریں۔ کم ہیں۔ اور جتنے بھی گندے الفاظ منہ سے نکالیں۔ تھوڑے ہیں۔ اسی وجہ پیغام کا یہ مضمون پڑھ کر اور اسمیں تہذیب و اخلاق۔ شرافت و انسانیت سے عاری فقرات دیکھ کر ہمیں کوئی تعجب نہیں

## الاعمال بالنیات

جیسا کہ آریہ اور بعض غیر احمدی اخبارات نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر کی غرض سیر و تفریح قرار دی ہے اسی طرح بلکہ ان سے بدترین الفاظ میں "پیغام صلح" نے لکھا ہے:-

"ہمیں یقین نہ آتا تھا کہ میاں صاحب کو یورپ کی سیر کے شوق میں اپنے نفس پر اتنا قابو نہ رہے گا۔ کہ قوم کے ہزار ہا روپے کو اس طرح برباد کر دیا جائیگا۔" اور چونکہ الاعمال بالنیات کا ارشاد نبوی ایک ہی راستہ پر چلنے والوں اور بظاہر ایک ہی قسم کا کام کرنیوالوں کے اغراض و مقاصد کو بالکل علیحدہ علیحدہ قرار دیتا ہے۔ اور یہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اسی کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ خواہ دشمن اپنی عداوت اور بغض کی وجہ سے اور خواہ اس تجربہ کی بناء پر کہ ان میں سے جو لوگ مغرب کا عزم کرتے ہیں۔ وہ یورپ کی سیر کے شوق میں اپنے نفس کے بے قابو ہو جانے کی وجہ سے جاتے ہیں۔ اس قسم کے ناپاک حملے کریں۔ لیکن خدا تعالیٰ جو نیتوں کو جاننے والا ہے۔ خوب جانتا ہے۔ کہ امام جماعت احمدیہ نے یورپ کا سفر کس نیت اور کس ارادہ سے اختیار کیا ہے۔ اور پھر وہ لوگ جن کے دل کینہ و عداوت سے سیاہ نہیں ہو گئے۔ اور جو امام جماعت احمدیہ کی خدمات دین میں شب و روز انہماک سے آگاہی رکھتے ہیں۔ اور اس درد سے واقف ہیں۔ جو آپ کو اسلام کے متعلق ہے۔ وہ بھی جانتے ہیں۔ کہ سفر یورپ انہی اغراض کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک اعلان میں بیان فرما دی ہیں۔ اور جسے پڑھ کر ہر ایک انصاف پسند انسان ان اغراض کی اہمیت اور ضرورت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ لیکن اگر باوجود اس کے کہ اس سفر کے اغراض نہایت وضاحت اور تفصیل کے ساتھ کئی بار بیان کئے جا چکے ہیں۔ "پیغام صلح" کے نزدیک یہ سفر "سیر یورپ" کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ تو "پیغام صلح" خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی صدر الدین صاحب اور دیگران لوگوں کے متعلق کیا کہیگا۔ جو کئی بار یورپ جا چکے ہیں۔ ان میں سے مولوی صدر الدین صاحب تو اب بھی یورپ میں ہی موجود ہیں۔ اور خواجہ صاحب عنقریب جانے کا اعلان کر چکے ہیں۔ کیا یہ لوگ اپنے نفس پر قابو نہ رکھنے کی وجہ سے ہی سیر یورپ سے لطف اندوز ہوا کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ ایڈیٹر پیغام صلح یورپ جا کر ان کے حالات کا مشاہدہ کر چکا ہے۔ بلکہ خود حصہ لے چکا ہے۔ اس لئے اس کے قیاس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر کی بھی وجہ آئی ہے۔ جو اصلیت سے بالکل دور ہے۔ کیونکہ جس پروگرام کے ماتحت امام جماعت احمدیہ نے یہ سفر اختیار کیا ہے۔ اُسے دیکھتے ہوئے کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ سیر و سیاحت کے لئے ایک لمحہ بھی فرصت کا مل سکتا ہے۔

## جماعت احمدیہ کی قوت اور طاقت کا تجربہ غیر مبایعین کو

"پیغام صلح" نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتراض کرتے ہوئے ساری جماعت کو بھی عجیب طرح کوسا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"دوسری طرف یہ بھی یقین نہ آتا تھا۔ کہ وہ قوم جس نے مسیح موعودؑ اور مولانا نور الدین جیسی بے نفس اور پاک ہستیوں کی آنکھیں دیکھی ہوئی تھیں۔ اس قدر پیر پرستی کے گڑھے میں گر جائے گی۔ کہ اس میں قطعاً اس بات کی سکت نہ رہے گی۔ کہ وہ اس اسراف پر آواز اُٹھائے۔ اور خلیفہ کو اس اسراف اور اتباع ہوا و ہوس سے روکے۔"

جماعت احمدیہ کے متعلق پیغامی قبل ازیں جو جو کچھ کہہ چکے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں۔ اور جب مبایعین ان کے نزدیک دنیا کے تمام فرقوں سے زیادہ گمراہ اور اسلام کے لئے سب سے زیادہ خطرناک قرار پا چکے ہیں تو پھر پیر پرستی کے گڑھے میں گرنے کا الزام کیا حقیقت رکھتا ہے۔ رہی یہ بات کہ اس جماعت میں کسی بے جا امر کے خلاف آواز اٹھانے کی سکت ہے۔ یا نہیں۔ اس کا انکار کم از کم "پیغام صلح" اور اس کے ہوا خواہوں کو ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ جو اس کا نہایت تلخ تجربہ کر چکے ہیں۔ کیا "پیغام صلح" کو یاد نہیں۔ کہ یہ وہی جماعت ہے جسے ایک وقت تو بھری مجلس میں مخاطب کر کے جب مولوی محمد علی صاحب نے یہاں تک کہدیا۔ کہ میں جوتے مار مار کر آپ لوگوں سے چندہ وصول کروں گا۔ تو کسی نے ان کے خلاف لب تک نہ ہلایا۔ اور خندہ پیشانی سے ان کی درشت کلامی کو برداشت کیا۔ لیکن جب انہی مولوی محمد علی صاحب نے جادہ مستقیم سے ہٹ کر اپنی بات سنانے کے لئے ان کے آگے ناک رگڑا۔ اور ہاتھ جوڑے۔ تو کسی نے پرپشہ جتنی بھی پروا نہ کی۔ اور اس قوت و طاقت کے ساتھ ان کے خلاف آواز اٹھائی۔ کہ انہیں ندامت اور شرمندگی کے

سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔

پھر یہی نہیں۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب کا جس جس نے بھی ساتھ دیا۔ خواہ وہ کیسی ہی پوزیشن رکھتا تھا اسے منہ لگانا بھی پسند نہ کیا گیا۔

حیرت ہے۔ جو لوگ جماعت احمدیہ کی طاقت اور قوت کا اس طرح تجربہ کر چکے ہوں۔ جو مبایعین کی جرأت اور حوصلہ کا اس طرح امتحان لے چکے ہوں۔ جو خدام حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمت اور قوت کا اس طرح نشانہ بن چکے ہوں۔ انکی طرف سے یہ کہا جائے کہ مبایعین میں کسی نا روا امر کے خلاف آواز اٹھانے کی سکت نہیں رہی۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ میں اب بھی وہی طاقت اور قوت موجود ہے جس نے غیر مبایع فتنہ پردازوں کو اس طرح نکالا تھا جس طرح مکھن میں سے بال نکال دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ جو بات بھی غیر مبایعین کی پھوٹی آنکھوں کو ناجائز اور ناروا نظر آئے۔ حالانکہ دراصل وہ جماعت اور سلسلہ کے لئے نہایت مفید اور بابرکت ہو۔ اس کے خلاف بھی آواز بلند کی جائے۔ ورنہ غیر مبایعین کو شبہ پڑ جائے۔ کہ مبایعین میں "سکت" نہیں رہی۔ جب تک صفحہ دنیا پر غیر مبایعین کا وجود نامسعود باقی رہے گا۔ اور جب تک وہ واقعات محفوظ رہیں گے۔ جو خود ان لوگوں نے ارض حرم اور مرکز سلسلہ سے خارج کئے جانے کے متعلق قلم بند کئے ہیں اس وقت تک غیر مبایعین کو جماعت احمدیہ کی طاقت اور قوت اور ہمت اور جرأت سے انکار کرنے کی قطعاً گنجایش نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ انہیں جب کبھی جماعت احمدیہ کی طاقت کا اندازہ لگانے کا خیال پیدا ہو۔ اپنے اوپر نگاہ ڈال لیا کریں ؁

## مبایعین کی پیر پرستی اور غیر مبایعین کی جمہوریت

"پیغام صلح" نے کہنے کو تو کہدیا ہے۔ کہ مبایعین نے پیر پرستی کے گڑھے میں گر جانے کی وجہ سے سفر یورپ کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ جو اس کے نزدیک "اسراف اور اتباع ہوا و ہوس" کے لئے کیا گیا ہے۔ لیکن وہ اس بات کو بالکل نظر انداز کر گیا ہے۔ کہ جس آزادی اور فراخدلی کے ساتھ اس سفر کے متعلق ان لوگوں کو اظہار رائے کا موقع دیا گیا ہے۔ جو اس کے خیال خام میں پیر پرستی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ اس کا نمونہ ان لوگوں میں قطعاً نہیں پایا جاتا۔ جن کا دعویٰ ہے کہ "ہم اپنی جانب سے کل معاملات کو جمہوری رنگ میں طے کرنے کی کوشش ہی کرتے ہیں" (ڈاکٹر محمد حسین صاحب مندرجہ پیغام ۱۷ جولائی)

کیا "پیغام صلح" بتا سکتا ہے۔ کہ اس تمام عرصہ میں جبکہ غیر مبایعین نے جمہوریت کی ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا شروع کیا ہے۔ کبھی ایک امر کے متعلق بھی تمام غیر مبایعین کو اس طرح اظہار رائے کا موقع دیا گیا ہے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سفر یورپ کے متعلق تمام جماعت احمدیہ کو دیا ہے۔ اگر نہیں۔ اور قطعاً نہیں تو اسے اس جمہوریت کے ڈھانچ پر شرم کرنی چاہیئے۔ اور اس کے مقابلہ میں مبایعین کو پیر پرستی کا طعنہ دیتے وقت شرمندہ ہونا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ نے اس امر کے متعلق نہایت آزادی سے اپنی رائیں دیں۔ خود مرکز سلسلہ میں اس معاملہ کو ایک عام مجلس میں پیش کیا گیا۔ جسمیں ہر شخص کو اظہار رائے کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ مخالف اور موافق دونوں قسم کی رائیں معہ دلائل پیش کی گئیں۔ اور اچھی طرح وضاحت کے ساتھ تقریریں ہو چکنے کے بعد جب رائیں لی گئیں۔ تو بہت بڑی کثرت حضور کے بذات خود تشریف لے جانے کے حق میں تھی۔ اسی طرح بیرونجات کی جماعتوں کو بھی ہدایت کی گئی تھی کہ اس معاملہ کو عام مجلس میں پیش کریں۔ اور پھر جو فیصلہ ہو اس سے آگاہ کریں۔ اس طرح جب جماعت کے نہایت ہی کثیر حصہ نے سلسلہ کے اغراض و مقاصد کے لئے یہی ضروری سمجھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بذات خود اس سفر کی تکلیف گوارا فرمائیں تو حضور نے جماعت کی اس رائے کے احترام اور اغراض اسلام کی خاطر باوجود کثیر مشکلات کے خود ہی عزم سفر فرمایا۔ اس کا نام اگر پیر پرستی کے گڑھے میں گرنا ہے۔ تو پھر بتایا جائے اپنی رائے کو آزادانہ ظاہر کرنے کا اور کونسا طریق ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کے اس آزادانہ اور قریباً متفقہ فیصلہ نے غیر مبایعین کی دلی جلن اور حسد میں اسی طرح اضافہ کر دیا ہے جس طرح اشاعت اسلام کے متعلق ہماری ہر ایک سعی اور کوشش کرتی رہتی ہے۔ اور وہ شرمناک طعنہ زنیوں پر اتر آئے ہیں۔ تو سوائے اسکے انہیں کیا کہا جا سکتا ہے کہ ؎

پیر تا بر ہی اے حسود کیں تکلیست
کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

## حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات پر ناپاک حملہ

"پیغام صلح" نے اپنے اس سارے مضمون میں جس طرح شرافت اور انسانیت کی مٹی پلید کی ہے۔ وہ اس کے لفظ لفظ سے ظاہر ہے۔ خاص کر ان الفاظ سے بہت زیادہ نمایاں ہے جو ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں:۔

پیغام صلح لکھتا ہے:۔

"یہ جب یورپ میں جنگ جاری تھی۔ اور توپیں چلتی تھیں اور گولے سر پر گرتی اڑتی تھیں اسوقت میاں صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے کندھوں پر اگر خلافت کا بار گراں نہ ہوتا۔ تو میں خود جا کر جنگ میں شامل ہوتا۔ مگر کیا کروں۔ خلافت کا بوجھ ہلنے نہیں دیتا۔ یا آج جب وہ میلے کی نمایش اپنی تمام شان و شوکت کے ساتھ نظر کے سامنے ہے۔ اور پیرس و فرانس کی آرایش و حسن۔ سوئٹزرلینڈ کے قدرتی مناظر۔ اٹلی کی تاریخی سیرگاہیں۔ وینس و نیپلز کی مشہور بندرگاہیں نگاہوں میں بسی ہوئی ہیں۔ اور اہرام مصری نظر آ رہے ہیں۔ تو وہی خلافت کا بوجھ اسقدر ہلکا ہو گیا۔ کہ میاں صاحب معہ اثاث خلافت کے یورپ کو اڑے چلے جا رہے ہیں"۔

باوجود متعدد بار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے سفر یورپ کی غرض و غایت بیان کر دینے اور نہایت کھول کر بیان کر دینے کے اسے جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا جائے۔ اور اپنی طرف سے گھڑ کر ان امور کو موجب سفر قرار دیا جائے جو نفس کے بندوں اور خواہشات کے پابندوں کے لئے باعث تحریص و ترغیب ہو سکتی ہیں۔ اور ہوتی ہیں۔ تو سوائے اس کے کہ انہیں پیش کرنے والوں کی دلی آرزوؤں اور تمناؤں کا عکس سمجھا جائے۔ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اگر "پیغام صلح" کے خیال میں یہ باتیں جو اس نے پیش کی ہیں۔ اور خاص کر "پیرس و فرانس کی آرائش و حسن" اس درجہ قوت کشش رکھتی ہے۔ کہ ہزارہا میل سے کوئی اڑ کر اس کے لئے جا سکتا ہے۔ تو بتایا جائے۔ خواجہ کمال الدین اینڈ سن اور وو کنگ مشن کے دوسرے ممبروں کی کیسے گذرتی تھی جو آٹھوں پہر پیرس اور فرانس کے جانفزا نظاروں کی ہوا سونگھتے رہتے۔ اور جو متعدد بار پیرس اور فرانس کی آرائش و حسن کے بندھنوں سے بندھ کر وہاں کا طواف بھی کر چکے ہیں۔ اور خاص انتظام سے بالکل تن تنہا ایسی حالت میں کر چکے ہیں۔ جبکہ انہیں اپنی حرکات و سکنات کے پردہ راز میں رہنے کا پورا پورا اطمینان حاصل تھا۔ اور روپے پیسے کی بھی کمی نہ تھی۔ اگر ایسی مشتبہ ہستیاں جنہوں نے اوباشی کے کرہ میں پرورش پائی۔ جنہوں نے آوارگی کی حالت میں ہوش سنبھالا۔ جو اٹھتی جوانی میں حسن و عشق کے کوچہ کی خاک چھانتی رہیں۔ وہ پیرس و فرانس کی آرائش سے موثر نہیں ہو سکتیں۔ اور اپنی چادر عصمت کو بے داغ رکھ سکتی ہیں۔ تو خدارا غور فرمائیے۔ وہ شخص جو اس انسان کی بے شمار دعاؤں کے نتیجہ میں پیدا ہوا۔ جسے ابھی تک تم بھی خدا کا محبوب۔ ملہم ربانی اور صادق سمجھتے

ہو۔ کیوں نہیں بچ سکتا۔ پھر جس کی پیدائش خدا تعالیٰ کی بشارتوں کے ماتحت ہوئی۔ جس نے خدا تعالےٰ کے برگزیدہ اور مخلوق الٰہی کے ہادی کی گود میں پرورش پائی۔ جس نے "ارض حرم" کے مقدس مقام میں ہوش سنبھالا۔ جس کی آنکھوں نے اپنے اردگرد حضرت مسیح موعود کے فیض سے روحانی زندگی پانے والوں کے سوا اور کچھ نہ دیکھا۔ جس نے ہوش سنبھالتے ہی خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اور اب تک اسی میں سرشار ہے۔ وہ کیوں نہیں بچ سکتا۔

## حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد اور الہٰی بشارتیں

اے ظالمو! تمہارے دل کیوں اس قدر سیاہ اور کیوں اتنے تاریک ہو گئے۔ کہ تم معمولی باتوں میں بھی امتیاز نہیں کر سکتے۔ اے محسن کشو۔ تم کیوں اتنے پتھر دل اور سرد مہر ہو گئے ہو۔ کہ جس انسان کو اپنا ہادی اور راہنما تسلیم کرتے ہو۔ جس سے روحانی زندگی پانے کا دعویٰ رکھتے ہو۔ اس کے دل سے نکلی ہوئی اور قبول شدہ دعاؤں سے پیدا ہونے والے وجود کے متعلق ناگفتنی الفاظ استعمال کرتے ہو۔ قریب ہے۔ کہ اس جفاکاری کے بدلے تم خدا کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ۔ اور جو جھوٹے الزام تم حضرت مسیح موعود کی پاک اولاد پر لگا رہے ہو۔ وہ تم پر اور تمہاری اولادوں پر سچے ہو کر لگیں۔ ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھو۔ کہ تمہاری اولادوں کی پہلے ہی کیا حالت ہے۔ ابھی چند ہی دن ہوئے۔ تمہارے ایک خلوت و جلوت کے رازدان اور تمہاری انجمن کے معزز ممبر جناب شاہ محمد خانصاحب علی الاعلان یہ شہادت دے چکے ہیں کہ انہیں تم لوگوں کو دیکھکر "ہر طرف مایوسی ہی مایوسی کا عالم نظر آتا ہے"۔ اور تمہاری اولادوں کی یہ حالت بیان کر چکے ہیں۔ کہ ان میں سے احمدیت کا جذبہ مفقود ہونے لگا۔ اور عام طور سے احمدیت کا نام بدنام کیا جا رہا ہے۔ سچ پوچھو تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک اولاد پر جھوٹے الزام لگانے اور بے بنیاد بہتان باندھنے کا نتیجہ ہے۔ اور ابھی آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

تم ایک طرف پیغام کے ان الفاظ کو رکھو۔ جو اس نے حضرت محمود کی ذات والاصفات پر حملہ کرتے ہوئے استعمال کئے ہیں اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسب ذیل ارشادات کو پڑھ کر بتاؤ۔ کہ تمہاری شقاوت قلبی تیرگی دل میں کیا کسر باقی رہ گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اسکو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا

پھر فرماتے ہیں:-

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اگر تمہارے دل میں حضرت مسیح موعود کی کچھ بھی قدر باقی ہے۔ اور آپ کو اب بھی۔ صادق۔ راستباز اور خدا کا محبوب سمجھتے ہو۔ تو بتاؤ۔ جس اولاد کے متعلق آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایسی بشارتیں ملی ہوں۔ اس کی حالت کو اپنے نفسوں پر تم کس طرح قیاس کر سکتے ہو۔ لیکن بات یہ ہے کہ اب تم لوگ اس حد کو پہنچ چکے ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود کے کسی قول و فعل کی تمہاری نگاہ میں کچھ قدر و وقعت نہیں رہی

## اغراض سفر اور خلافت کا بار

جنگ یورپ میں اپنی شمولیت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو معذوری ظاہر فرمائی تھی۔ اسے حضور کے سفر یورپ کے خلاف سمجھنا انہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جنہوں نے بغض و عداوت کے جوش میں عقل و فکر کو جواب دیدیا ہو۔ ورنہ حضور کا یہ سفر انہی فرائض کی ادائیگی سے تعلق رکھتا ہے۔ جو خلافت کے بارگراں نے آپ کے ذمہ لگائے ہیں۔ پیغام کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ خلیفہ کی پوزیشن کسی انجمن کے پریذیڈنٹ کی سی نہیں ہوتی۔ جو انجمن کا کورم پورا ہونے پر کارروائی کا آغاز کر سکتا۔ کسی پیش شدہ امر کے متعلق ایک کی بجائے دو رائیں دے سکتا۔ اور جب ممبر چاہیں جلسہ برخواست کر کے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ اس سے زیادہ نہ اس کا فرض ہے اور نہ کام۔ بلکہ خلیفہ کے ذمہ جہاں اپنی جماعت کی تعلیم و تربیت اسکی مذہبی نگہداشت۔ اس کی دنیوی خیر و فلاح کا خیال رکھنا ہے۔ وہاں اشاعت اسلام کے لئے بھی ہر ممکن کوشش اور سعی سے کام لینا ہے جسکے لئے حالات دنیا کا اور خاص کر ان ممالک کا جن میں اسلام کو سب سے زیادہ مشکلات اور روکاوٹوں کا سامنا ہو۔ مطالعہ کر کے طریق عمل تجویز کرنا ضروری ہے۔ اسی غرض کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہ سفر اختیار فرمایا ہے۔ اور یہ ایسی غرض ہے۔ جو منصب خلافت کی عین حقیقت ہے۔ اس پر اگر وہ حاسدان بدباطن بڑبڑائیں۔ اور ناپاک طعن و تشنیع کریں۔ جنہوں نے اس خلافت حقہ کی روز اول سے ہی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے۔ تو تعجب ہی کیا ہے۔ لیکن جس طرح آج تک ہر بات میں انہیں ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ اسی طرح اب بھی ہوگا۔ وہ حسد اور بغض میں جلتے اور دانت پیستے ہی رہیں گے مگر خدا تعالےٰ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ذریعہ مغرب میں اشاعت اسلام کے دروازے کھول دیگا۔ اور اپنے فضل اور کرم سے اس مقصد کو پورا کر دیگا۔ جسکے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اس کی راہ میں نکلے ہیں*

## احباب سے برادرانہ گلہ و شکایت

احمدی احباب جانتے ہیں۔ کہ "الفضل" کا پتہ محکمہ تار میں اس لئے رجسٹرڈ کرایا گیا ہے۔ کہ ضروری اور اہم خبریں جلد سے جلد بذریعہ تار اخبار کو پہنچ سکیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی تک احباب نے اس طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس سفر کے موقع نے تو ہمیں افسوس کی بجائے شکوہ و شکایت کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ کیونکہ سوائے منتظر کے اور کسی جگہ سے حضور کے پہنچنے احباب کے اپنی محبت و اخلاص کا اظہار کرنے اور دیگر حالات کے متعلق تار کے ذریعہ اطلاع نہیں دی۔ حالانکہ اخبار کے نام تار دینے پر بہت کم خرچ ہوتا ہے۔ یعنی چالیس الفاظ صرف ۸ ر میں لئے جاتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس سے اہم اور ضروری خبر اور اطلاع اور کیا ہو سکتی ہے۔ جو حضرت امام جماعت کی ذات خاص سے تعلق رکھتی ہو۔ اور کیوں اس کو بذریعہ تار بھیجنے کی ضرورت نہیں آتی گئی۔ ذمہ دار احباب کو اس قسم کی باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ اور ان اسباب سے ضرور کام لینا چاہیئے۔ جو اپنی جماعت کے اخلاص کے اظہار کا باعث ہوں۔ تاکہ جہاں ساری جماعت ان سے لطف اندوز ہو سکے۔ وہاں مخالفین پر بھی اس اخلاص کا رعب پڑ سکے۔ اور سعید الفطرت لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں*

# گاندھی جی کا عورتوں کے پردہ پر حملہ

وہ لوگ جو گاندھی جی کو اسلام کا خاص ہمدرد اور خیر خواہ خیال کرتے ہیں۔ انہیں حسب ذیل الفاظ غور سے پڑھنے چاہئیں۔ جو گاندھی جی نے کاٹھیاواڑ کے راجپوتوں کے ایک جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے پردہ کے متعلق لکھے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"مردوں کی نگاہ بد سے بچانے کا علاج پردہ نہیں ہے۔ بلکہ مرد کی پرہیزگاری ہے۔ مرد کو پوتر بنانے میں عورت بڑی مددگار ہو سکتی ہے۔ جو استری پردے میں پڑی پڑی دبی رہتی ہے۔ مرد کو کیسے پوتر بنا سکتی ہے۔ اگر شروع ہی سے اسے مرد سے ڈر کر چلنے کی عادت ڈالی جائے۔ تو وہ مرد کو کیسے سدھار سکتی ہے۔ پھر پردے میں رکھنا گویا عورتوں میں ایک قسم کی برائی پیدا کرنا ہے۔ میری رائے ہے۔ کہ پردہ سداچار (نیک چلنی) کا پوشک (محافظ) نہیں۔ بلکہ گھاتک (خراب کرنے والا) ہے۔ سداچار کے پوشن کرنے کیلئے سداچار کی تعلیم سداچار کے گروہ ہوائی اور بزرگوں کے حکمت آمیز اخلاق کی ضرورت ہے"

(تیج ۲۷ جون)

اگرچہ یہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ ہندوؤں کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے۔ اور اس کے بعد ہندو راجپوتوں سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ آئندہ اپنی عورتوں سے پردہ اٹھا دیں۔ لیکن یہ اصل میں اسلام پر حملہ ہے۔ کیونکہ مذہبی طور پر سوائے اسلام کے اور کسی مذہب نے پردہ کا حکم نہیں دیا۔ اور مسلمان ہی کثرت کے ساتھ اس پر عامل ہیں۔

اگرچہ گاندھی جی نے پردہ کے اسلامی حکم پر بلا واسطہ سخت حملہ کیا ہے۔ اور یہاں تک کہہ رہا ہے۔ کہ

"جس زمانہ میں عورتیں ہماری ملکیت سمجھی جاتی تھیں اور ان کا اغوا ہو سکتا تھا۔ اس وقت ممکن ہے۔ کہ پردے کی ضرورت رہی ہو"

لیکن ہم اس وجہ سے نہ تو آریوں کی طرح گاندھی جی کے خلاف اظہار ناراضگی کرنا پسند کرتے ہیں۔ اور نہ انہیں برا بھلا کہنا مناسب سمجھتے ہیں۔ ان کا حق ہے۔ کہ جس بات کو وہ ٹھیک نہ مانتے۔ اس کے خلاف جو چاہیں کہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا یہ بھی فرض ہونا چاہئیے۔ کہ ان کے جواب میں جو کچھ کہا جائے۔ اسے بھی غور اور توجہ سے دیکھیں۔ اور اگر ممکن ہو۔ تو اپنی غلط رائے کی اصلاح کریں:

گاندھی جی نے عورتوں کے پردہ کے متعلق یہ غلط سمجھا ہے۔ کہ مردوں کی نظر بد سے بچانے کا علاج پردہ قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اسلام یہ نہیں کہتا۔ کہ عورتوں پر مردوں کی بد نظر ہی نہ پڑے* اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ مردوں پر بھی عورتوں کی نظر نہ پڑے۔ یعنی مرد اور عورتیں دونوں اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔ اور غیر محرموں پر نظر نہ ڈالیں۔ کیونکہ نظر پڑنے کے بعد بدنیتی ہے نہ کہ پہلے۔ پس اسلام نے نظر کے نہ ڈالنے کا جس طرح عورتوں کو حکم دیا ہے۔ اسی طرح مردوں کو دیا ہے۔ اور یہ ایسا پر حق و حکمت حکم ہے۔ کہ اگر اس پر ساری دنیا عمل کرے۔ تو آج بدچلنی کا صفحہ عالم سے قلع قمع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مردوں اور عورتوں کے ناپاک تعلقات کی پہلی بنیاد ایک دوسرے کو دیکھنے سے پڑتی ہے اور اگر اس بنیاد ہی کو اکھیڑ دیا جائے۔ تو پھر شرمناک تعلقات تک نوبت ہی نہیں پہنچ سکتی:

پھر جناب گاندھی جی فرماتے ہیں۔ عورتوں کو بدنظری سے بچانے کا علاج پردہ نہیں۔ بلکہ پرہیزگاری ہے مگر سوال یہ ہے۔ کہ پرہیزگاری حاصل کس طرح ہو سکتی ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ مرد کو پرہیزگار بنانے میں عورت بڑی مددگار ہو سکتی ہے۔ یعنی اگر عورتیں مردوں سے پردہ نہ کریں۔ تو انہیں پرہیزگار بننے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہو۔ تو مغربی ممالک کے لوگوں کو اوّل درجہ کے پرہیزگار ہونا چاہئیے۔ کیونکہ وہاں عورتوں کو پردہ کے متعلق کسی قسم کی پابندی نہیں کرنی پڑتی۔ وہ بڑی آزادی سے مردوں سے ملتی جلتی ان کے ساتھ چلتی پھرتی ہیں۔ اور وہ بڑی فراخ دلی سے مردوں کو ہر وہ امداد دیتی ہیں۔ جو بقول گاندھی جی مردوں کو پرہیزگار بنا سکتی ہے۔ لیکن کیا گاندھی جی یہ کہہ سکتے ہیں کہ مغرب کے لوگ عورتوں کی بے پردگی کی وجہ سے ان ممالک کے لوگوں سے زیادہ پرہیزگار اور پوتر ہیں جنہیں عورتوں سے پردہ کرایا جاتا ہے۔ اور مغرب کی طرح مردوں سے کھلم کھلا ملنا پسند نہیں کیا جاتا۔ ہرگز نہیں۔ ان ممالک کی جو حالت ہے وہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ باوجود اس کے گاندھی جی کا یہ کہنا کس قدر حیرت انگیز ہے۔ کہ پردہ نیک چلنی کا محافظ نہیں ہے۔ بلکہ اسے خراب کرنے والا ہے۔ اگر ان قوموں یا ان ملکوں کے لوگوں کی حالت بہ نسبت دوسرے ممالک کے اچھی ہوتی۔ جن میں عورتوں کے پردہ کا رواج ہے۔ تو یہ کہا جا سکتا تھا۔ لیکن جب ان کی حالت اس بارے میں موخر الذکر ممالک یا اقوام سے بہت گری ہوئی ہے۔ تو یہی کہا جائیگا۔ کہ پردہ ضرور نیک چلنی کے قیام کے لئے مفید اور مناسب ہے۔

گاندھی جی کو معلوم ہونا چاہئیے۔ کہ جس طرح اسلام کے دیگر احکام اپنے اندر بڑی صداقتیں اور حکمتیں رکھتے ہیں۔ اسی طرح پردہ کا حکم بھی ایک پر حکمت حکم ہے۔ جس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ عورتوں کو قیدیوں کی طرح اندر بند رکھا جائے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے جسم کے بعض حصوں کو برہنہ اور نمایاں نہ ہونے دیں۔ اور اس احتیاط کے ساتھ ضروری اور اہم کاموں میں حصہ لیں:

# بہائیوں کی حواس باختگی

بہائیوں کی طرف سے ایک طرف تو بہاء اللہ کی یہ خاص خصوصیت بتائی جاتی ہے۔ کہ اس کا دعویٰ صاحب شریعت مستقل کا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ

"اگرچہ آج تک بیسیوں مدعیوں نے دعویٰ کیا۔ مگر ان میں سے کسی ایک کو بھی ایسا مصدق نہ ملا جیسے حضرت بہاء اللہ کی طرح حضرت عیسیٰ کا رتبہ صادق آتا ہو۔ اور جو صاحب شریعت مستقل کا دعویٰ رکھتا ہو" (کوکب یکم جولائی)

لیکن دوسری طرف اسی پرچہ میں خود ہی اس خصوصیت کی تردید اس طرح کر دی ہے۔ کہ

"جناب مرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ اور ایک شریعت پیش کرنے کا دعویٰ مذکورہ بالا عبارتوں میں کیا ہے"

یہ حواس باختگی کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے اگر حضرت مرزا صاحب نے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ایک شریعت بھی پیش کی ہے۔ تو پھر بہاء اللہ صاحب کی صاحب شریعت ہونیکی خصوصیت نہ رہی۔ اور اگر حضرت مرزا صاحب نے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور فی الواقع نہیں کیا۔ تو آپ کی نسبت یہ غلط بیانی کرنے سے کیا حاصل۔ ہم تو صاف اور کھلے الفاظ میں اعلان کرتے ہیں۔ اور اس کی تائید میں حضرت مسیح موعود کی بے شمار تحریریں پیش کر سکتے ہیں۔ کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ نہ صاحب شریعت ہونے کا آپ کا دعویٰ تھا۔ آپ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر عامل تھے۔ اور اسی پر دنیا کو عمل کرانے کے لئے آئے تھے۔ لیکن بہائی جنہیں دعویٰ ہے۔ کہ صاحب شریعت مستقل ہونیکی خصوصیت صرف حضرت بہاء اللہ کو حاصل ہے۔ وہ کیوں ان کی شریعت کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتے۔ اور کیوں حیض کے چیتھڑوں کی طرح چھپائے

* بلکہ یہ کہتا ہے۔ کہ نظر ہی نہ پڑے۔

# مرزا حسین علی صاحب طہرانی کے دعاوی کی تردید

# مرزا محمود صاحب بہائی کی کتاب احقاق حق پر نظر

## (نمبر ۲)

### غیر شرعی انبیاء کے آنے سے انکار کی وجہ

مرزا محمود صاحب بہائی ایرانی نے جیسا کہ میں پہلے بتا آیا ہوں اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ کہ نبوت دو قسم کی ہوتی ہے۔ شرعی اور غیر شرعی۔ اور جہاں انہوں نے نبوت کی دوسری قسم کے متعلق یہ مانا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پیشتر شرعی انبیاء کے نور نبوت سے مستنیر اور مستفیض ہو کر پہلی آسمانی کتب کی حفاظت اور انکی شرح و تفصیل کے لئے غیر شرعی نبی آتے تھے۔ وہاں انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کے نبیوں کی آمد سے انکار کر دیا ہے۔ مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں دیا کہ جب پہلے شرعی انبیاء کے نور نبوت سے مستنیر اور مستفیض ہو کر انبیاء آتے رہے ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو کہ تمام انبیاء کے کمالات کے جامع اور تمام کے محاسن کو اپنے اندر لئے ہوئے تھے۔ آپ کے نور نبوت سے مستنیر اور مستفیض ہو کر کیوں ایسے نبی نہ آئیں جو کہ قرآن شریف کی خدمت اور اس کی شرح و تفصیل بیان کریں۔ مگر ضروری تھا کہ وہ یہی لکھتے۔ کیونکہ وہ مرزا حسین علی صاحب طہرانی کے دعویٰ کو اور ان کی ان چند خلاف عقل و فطرت باتوں کو جن کا نام وہ شریعت جدیدہ رکھتے ہیں ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ تا وقتیکہ اس دوسری قسم کی نبوت کا انکار نہ کرتے۔ پس انہوں نے غیر شرعی نبی کی آمد کا اس لئے انکار کیا۔ تا مرزا حسین علی صاحب طہرانی کا دعویٰ اور ان کی نو ساختہ شریعت ثابت ہو۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کے صحیفہ مقدس میں ایسے انبیاء کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شہادت دی ہے پھر خدا تعالیٰ نے بے شمار نشانوں کے ساتھ اس زمانہ میں ایک غیر تشریعی نبی کو مبعوث کر دیا ہے۔ تو کس کی قدرت اور طاقت ہے۔ کہ اس کو رد کر سکے ٭

### شرعی نبی کے آنے کے متعلق قرآن سے بیہودہ استدلال

اب میں وہ آیات جن سے مصنف نے مرزا حسین علی صاحب طہرانی کے موعود ہونے اور نئی شریعت لانے کا استدلال کیا ہے۔ ناظرین کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ شرعی نبوت جس کا نام خلافت مطلقہ اور ولایت الٰہیہ ہے۔ جس کے ظہور کا وقت اسلام کا آخری زمانہ بتلایا گیا ہے۔ اسکی طرف ہی قرآن شریف کی آیت هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ یعنی اسوقت ولایت اللہ ہی کے حق میں ہو گی۔ اشارہ کرتی ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب احقاق حق کے صـ پر لکھتے ہیں:۔

"اور کتاب مجید میں ولایت مطلقہ خلافت الٰہیہ اور دوسری کتاب کی توضیح صرف ایک موعود ایک منادی اور داعی حق کے واسطے مختص کی گئی ہے۔ جس کے ظہور کا وقت آخر زمانے میں بتایا گیا تھا۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ"

میں اس آیت کے سیاق و سباق کو ناظرین کے آگے رکھتا ہوں۔ تا کہ وہ خود اندازہ لگا لیں۔ کہ وہ شخص جس کو تھوڑی سی بھی عقل اور سمجھ ملی ہو۔ یہ خیال بھی نہیں کر سکتا کہ اس میں کسی نئے شریعت والے موعود کی خبر دی گئی ہے۔ یہ آیت سورہ کہف کے پانچویں رکوع کی آخری آیت ہے۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کے واقعہ کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ یہ رکوع اس طرح شروع ہوتا ہے:۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ط اور اس کے آخر میں آتا ہے۔

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ط هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝

دو آدمیوں کا واقعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے ہو چکا ہے۔ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ انہیں سے ایک کے دو باغ تھے۔ جن میں انگور۔ کھجوریں۔ کھیتی وغیرہ تھی۔ اس نے اپنی ان چیزوں پر تکبر اور فخر کیا۔ اور دوسرے کے سامنے جو اس سے کمزور تھا۔ ان چیزوں پر فخر کرتے ہوئے اسکی حقارت کی۔ دوسرے نے اسے کہا۔ تیری نظر میری کمزوری پر اور اپنی طاقت پر تو پڑی۔ اور تو نے تکبر اور فخر کیا۔ مگر اس ہستی کو تو نے بھلا دیا۔ جسنے تجھے نہایت ہی ادنیٰ اور معمولی حالت سے نکالکر یہاں تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے۔ اُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ۔ کہ اس کے پھلوں وغیرہ پر سخت آفت پڑی اور وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ اور وہ بہت ہی شرمندہ ہوا اور پچھتایا۔ کہ کیوں میں نے اپنے رب کا شرک کیا۔ اس کا سوائے اللہ کے کوئی مددگار نہ رہا۔ اس کے آگے فرمایا۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ط هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا کہ اسوقت اسے معلوم ہو گیا۔ اور اسپر واضح ہو گیا۔ کہ اللہ ہی کی حکومت اور سلطنت ہے۔ وہ بہت بہتر بدلہ دینے میں اور وہی بہت بہتر انجام کے لحاظ سے۔

اس آیت سے یہ نکالنا کہ ایک موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئیگا۔ جو نئی شریعت لائے گا۔ اور قرآن شریف منسوخ ہو جائے گا۔ عقل اور سمجھ کو بالکل جواب دے دینا ہے بھلا اس واقعہ کا جو قرآن مجید کے زمانہ نزول سے پہلے ہو چکا قرآن شریف کے بعد ایک موعود کے آنے اور نئی شریعت لانے سے کیا تعلق۔ یہ تو اس استدلال سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ جو انڈے کی گولائی سے زمین کی گولائی پر کیا گیا تھا۔ معلوم نہیں کہ مصنف صاحب کو کیا خیال آیا۔ کہ اس قسم کے بیہودہ اور لغو خیالات کے اظہار سے کتاب کے اوراق کو سیاہ کر دیا۔

### دوسرا استدلال اور اسکی لغویت

پھر آپ لکھتے ہیں۔ کہ یوم العذاب اور یوم الحق اور یوم وعید کے الفاظ کا جہاں بھی قرآن شریف میں استعمال ہوا ہے۔ وہاں موعود کے زمانہ کا نام رکھا گیا ہے۔ اور اس وعدہ الٰہی کے ظہور کا وقت ایک ہزار سال اسلام کی بنیاد پڑنے کے زمانہ کے بعد سے قرار دیا ہے چنانچہ کتاب احقاق حق کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں:۔

"قرآن کریم میں یہ خداوندی وعدہ یوم العذاب۔ یوم الحق اور یوم الوعید یا اس قسم کے اور ناموں سے موسوم و مذکور ہوا ہے اور متعدد آیتوں میں اس وعدہ الٰہی کا ظہور خدا کے ایک دن یعنی اسلام کی بنیاد پڑنے اور اس کے رواج پانے کے ایک ہزار سال بعد پر منحصر کیا گیا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ سورہ سباء میں فرماتا ہے:۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ اور سورہ حج میں آیا ہے۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ط وَاِنَّ يَوْمًا

عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○ (۴۶-۲۲)

یہ کہنا کہ جہاں قرآن کریم میں یوم العذاب - یوم الحق یوم وعید کے الفاظ آئے ہیں - ان سے مراد موعود کا زمانہ ہی ہے - یہ عقل اور فکر کی ہنسی اڑانا ہے - اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم میں ان تینوں الفاظ نیز قیامت اور ساعۃ سے مراد دنیوی عذاب بھی ہے - لیکن قرآن کریم کی صریح آیات سے ہی ان الفاظ سے مراد اخروی عذابوں کا بھی پتہ چلتا ہے چونکہ عذاب اس دنیا میں بھی آسکتا ہے - اور آخرت میں بھی - حق اس دنیا میں بھی ظاہر ہوتا ہے - اور آخرت میں بھی - وعدے کے دن اس دنیا میں بھی ہیں - اور آخرت میں بھی - اس لئے جہاں یہ کہنا کہ تمام وعدوں کے دن اور حق کا اظہار اور عذاب اسی دنیا میں ہیں - جہالت ہے - وہاں یہ خیال کر لینا کہ عذاب کا دن اور حق کے اظہار کا دن اور وعدوں کا دن مرنے کے بعد ہی ہونگے - یہ بھی جہالت ہے - یہ عام الفاظ ہیں - قرآن سے ان کی تعیین اور تخصیص ہو گی - ساعۃ کے معنے ایک معین گھڑی کے ہیں - اور ہر موعود گھڑی کو ہم ساعۃ کہہ سکتے ہیں - خواہ وہ ساعۃ کل کے لئے ہو - خواہ سال بھر کے لئے - خواہ ہزار سال کے لئے - خواہ اس دنیا کے لئے خواہ مرنے کے بعد کے لئے - اسی طرح ہر قوم کی تباہی قیامت کہلائیگی - بلکہ ہر فرد کی تباہی قیامت کہلائے گی - اور ساری دنیا کی تباہی بھی قیامت کہلائیگی - کسی ایک مفہوم کو لے کر باقی تمام مفہوموں سے بکلی انکار کر دینا یہ جہالت اور نادانی ہے - مثلاً روٹی کا لفظ جب ہم بولتے ہیں - تو اس میں انگریزی روٹی بھی شامل ہوتی ہے - تنوری روٹی بھی اور توے کی بھی - پھر خمیری اور فطیری روٹی بھی اس میں شامل ہوتی ہے - اب اگر کوئی شخص روٹی کے لفظ کا استعمال خمیری روٹی کے لئے دیکھ کر یہ دعوے کرنے لگے - کہ جب بھی روٹی کا لفظ استعمال ہوگا اس سے خمیری روٹی ہی مراد ہو گی - تو سب دانا اس کی عقل پر ہنسیں گے - یا اگر کوئی شخص پاجامہ کا لفظ سنکر اور یہ دیکھ کر کہ یہ لفظ افغانی طرز کے پاجامہ پر استعمال کیا گیا ہے - نتیجہ نکال لے - کہ پاجامہ صرف اسی لباس کو کہتے ہیں - جو افغانی طرز پر انسانی جسم کے نچلے حصے کے لئے بنایا جاتا ہے - تو یہ اس کی حماقت ہو گی - قرآن کریم کے مخاطب بعض افراد بھی ہیں - بعض قومیں بھی ہیں - اور بعض زمانوں کے لوگ بھی ہیں اور تمام بنی نوع انسان بحیثیت مجموعی بھی ہیں - جب وہ کسی خاص فرد کی نسبت یوم الحق - یوم العذاب یوم الوعید - قیامت اور ساعۃ کا لفظ استعمال کرتا ہے - تو اس سے مراد اس شخص کی ہلاکت بربادی اور تباہی مُراد ہو گی - اور جب وہ کسی خاص قوم کی نسبت یہ لفظ استعمال کرتا ہے - تو اس قوم کی تباہی اور بربادی مراد ہو گی - یا اگر کسی زمانہ کے لوگوں کی نسبت قرآن کریم ان الفاظ کو استعمال کرتا ہے - تو اس سے مراد اس زمانہ کے لوگوں کی ترقی یا تنزل ہو گا - اور اگر ان الفاظ میں سے تمام بنی نوع انسان کے متعلق بحیثیت مجموعی کوئی لفظ لاتا ہے - تو اس سے مراد ان تمام کی ہلاکت ہو گی - اور اگر وہ ان کے مرنے کے بعد کے حالات بیان کرتا ہے - تو ان سے وہی تغیرات مُراد لئے جائینگے - جو مرنے کے بعد انسان کی حالتوں میں پیش آئینگے - صرف بعض جگہ پر یوم العذاب یا یوم الحق بعض قوموں کے متعلق مستعمل دیکھ کر اس سے یہ نتیجہ نکال لینا کہ اس سے مُراد صرف موعود ہی کا زمانہ ہے - بالکل جہالت سے بھرا ہوا خیال ہے ❊

## آیت قرآنی کا صحیح مطلب

اسی طرح آیت يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ اور اس سے موعود مراد لینا یہ بھی سخت جاہلانہ خیال ہے کیونکہ يَقُوْلُوْنَ سے مراد کفار ہیں چنانچہ وہ صاف کہتے ہیں مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ - یہ وعدہ کب پورا ہوگا - اگر تم سچے ہو - اس کلام کے قائل مومن نہیں ہو سکتے کیونکہ مومن نبی کو مخاطب کر کے یہ نہیں کہہ سکتے - کہ اگر تو سچا ہے تو بتلا یہ وعدہ کب پورا ہو گا - اس آیت سے پہلے یہ آیت ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بشیر اور نذیر ہونے اور تمام دنیا کے لئے موعود ہونے کا دعوٰی ہے - اس لئے وعدہ سے اس جگہ مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساری دنیا کی طرف موعود اور بشیر و نذیر ہونے کا وعدہ ہے - کفار سوال کرتے - مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے بشیر اور نذیر ہونے کا وعدہ کب پورا ہوگا اسکے جواب میں یہ کہنا جیسا کہ بہائی کہتے ہیں کہ ہزار سال کے بعد ایک موعود آئیگا کیسا نامعقول جواب بنتا ہے - سائل تو یہ پوچھتا ہے کہ تمہاری سچائی کی کیا علامت ہے - اور جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ایک ہزار سال کے بعد موعود آئیگا - جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتے تھے - کیا عقل کہہ سکتی ہے کہ وہ آپ سے یہ پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کے بعد کب موعود آئے گا - جس کے جواب میں انہیں کہا گیا ہے کہ ہزار سال کے بعد آئے گا ❊

## جنگ بدر کی پیشگوئی

پس اس آیت کے وہ معنے ہرگز نہیں ہو سکتے جو مرزا محمود صاحب بہائی ایرانی نے کئے ہیں - بلکہ اس سے مراد جنگ بدر کی پیشگوئی ہے - رسول کریم نے جب کہا کہ میں بشیر اور نذیر ہوں - یعنی کچھ لوگوں کے لئے خوشخبری لایا ہوں - اور کچھ کو ڈراتا ہوں - وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ - مگر اکثر لوگ نہیں جانتے - یعنی جن لوگوں کو ایمان نہیں ہے انکی آنکھیں ابھی میری قوم کی ترقی اور میرے دشمنوں کی تباہی کو نہیں دیکھ سکتیں - لیکن ایک قلیل جماعت ایسی بھی ہے جو مومنوں کی جماعت ہے - وہ ابھی سے میرے ماننے والوں کی ترقی اور نہ ماننے والوں کی ہلاکت دیکھ رہی ہے - کفار اس پر سوال کرتے ہیں - مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ - اگر تم سچے ہو - تو بتلاؤ - یہ وعدہ کب پورا ہو گا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ انہیں کہدو کہ ایک دن کے بعد حساب ہو گا - اب دن سے مراد الٰہی کتب میں کبھی یہی چوبیس گھنٹے کا دن ہوتا ہے - اور کبھی سال کا - اور کبھی ایک دن سے مُراد ایک ہزار سال ہوتا ہے - اور کبھی پچاس ہزار سال - اس جگہ ایک دن سے مراد صرف ایک سال ہے - اور اس کی ابتدا ہجرت کے بعد سے شروع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - یہ دوسرا دن نہ گذرنے پائے گا - کہ تم پر عذاب آجائیگا - یعنی دوسرے سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے تم عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے - چنانچہ ایک دن کی میعاد گذرنے کے بعد بدر کی جنگ ہوئی - اور باوجود اس کے کہ مسلمان قلیل التعداد اور بغیر سامان کے تھے - انہیں اللہ تعالیٰ نے فتح دی - اور ان کے ہاتھوں بڑے بڑے کفار مارے گئے - اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بشیر و نذیر ہونا ثابت ہو گیا ❊

## بائبل میں جنگ بدر کی پیشگوئی

بائبل میں اسی پیشگوئی کے لئے ایک یوم کی بجائے ایک سال کا لفظ استعمال ہوا ہے - اور توریت کتاب یسعیاہ میں اسکی پیشگوئی موجود ہے - چنانچہ وہاں اب تک باوجود اسکے کہ پادری تحریف کا کام لیتے رہے - لکھا ہوا ہے کہ :-

"عرب کی بابت الہامی کلام - عرب کے صحرا میں تم رات کاٹو گے - اے دوانیوں کے قافلو - پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ - اے تیما کی سرزمین کے باشندو - روٹی لے کے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو - کیونکہ وے تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے - اور کھینچی ہوئی کمان سے - اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں - کیونکہ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا - ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ٹھیک ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی - اور تیر اندازوں کی جو باقی رہے - قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائینگے کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا" (یسعیاہ باب ۲۱)

چنانچہ یہی وہ جنگ تھی جس میں قیدار کی حشمت جاتی رہی - اور کفار مکہ کے بڑے بڑے بہادر تہ تیغ ہو گئے - قرآن کریم کی اس آیت کے بعد کی آیتیں بھی اسی مضمون پر دلالت کرتی ہیں - انہیں یہ خبر ہے کہ کافر کہینگے ہم نہ قرآن کریم پر نہ پہلی کتب پر ایمان لائینگے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - جب یہ لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونگے -

تو کمزور بڑوں سے کہیں گے۔ کہ اگر تم نہ ہوتے۔ تو ہم ایمان لے آتے۔ اور بڑے چھوٹوں سے کہیں گے۔ ہم نے تم کو کب روکا تھا۔ کہ تم قرآن پر اور آنحضرت صلعم پر ایمان نہ لاؤ۔

## موعود کے متعلق غلط استدلال

اگر اس سے مراد جیسا کہ مرزا محمود صاحب بہائی ایرانی کہتے ہیں۔ یوم موعود ہے۔ تو کیا آئیندہ آنے والے موعود کے وقت میں پہلے منکرین حاضر ہو کر آپس میں بحثیں کیا کرتے ہیں۔ کہ اگر تم نہ ہوتے۔ تو ہم اس کلام کو مان لیتے۔ اور دوسرے کہتے ہیں۔ ہم نے تم کو کب کہا تھا۔ کہ نہ مانو۔ یہ آیات صریح طور پر اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ انہیں بدر کے موقعہ پر ہلاک ہونے والوں کا ذکر ہے۔ اور مرنے کے بعد کی ان کی یہ کیفیت بیان کی ہے۔ کہ کمزور بڑوں پر افسوس کرینگے۔ کہ کیوں تم نے اس صداقت کے ماننے سے ہمیں روکا اور بڑے کہیں گے ہم نے تم کو نہیں روکا تھا۔ ورنہ اگر یہ کسی آئیندہ آنے والے موعود کے زمانہ کا حال ہے۔ تو کیا مرزا حسین علی صاحب طہرانی کے سامنے یہودی اور عیسائی۔ ہندو سکھ۔ زرتشتی۔ آپس میں جھگڑتے رہے ہیں۔ کہ ایک قوم کہے۔ فلاں قوم نے ہم کو ماننے سے روکا۔ اور دوسری کہے۔ ہم کو فلاں قوم نے ماننے سے روکا۔ اور پھر انہیں عذابوں میں ڈالدیا جاتا تھا

(ظہور حسین مولوی فاضل)

# پیر برکت علی صاحب مرحوم

علامہ حافظ روشن علی صاحب کے بڑے بھائی پیر برکت علی صاحب احمدی اپنے وطن رنمل میں ایک طویل علالت کے بعد فوت ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم سے مجھے ۱۸۹۹ء سے نیاز حاصل ہے آپ اور آپ کا خاندان اپنے چھوٹے بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحب (جو سمالی لینڈ میں ایک وحشی کے بھالے سے شہید ہوئے تھے۔) کے ذریعے احمدیت سے سرافراز ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب شہید کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلقات خصوصی تھے۔ آپکے نام کوئی ساٹھ خطوط میں نے حضرت مسیح موعود کے پڑھے ہیں۔ اور انہیں سے بعض کا خلاصہ ایک دفعہ میں نے تشحیذ میں دیا تھا۔ ۱۸۹۹ء میں جب والد بزرگوار بیعت سے مشرف ہو کر آ گئے۔ اور ۱۹۰۰ء میں سخت مخالفت شروع ہو گئی۔ تو پیر برکت علی صاحب اور پیر امام الدین صاحب کی آمد و رفت ہمارے لئے بہت کچھ موجب تقویت ہوئی۔ پیر صاحب کا خاندان نوشاہی ہمارے گرد و نواح میں بہت مشہور ہے۔ اور اچھا خاصہ پیر خانہ ہے۔ میں عرصے سے دائم المریض چلا آتا چارپائی پر اٹھ کر بیٹھنا دشوار تھا۔ لیکن پیر صاحب کے اندر اسقدر جوش تبلیغ تھا۔ کہ اسکا پر تو مجھ پر بھی پڑا۔ اور اسی حالت میں وہ مجھے ایک بار موضع رنمل لیجانے میں کامیاب ہو گئے جسکے لئے میں نے عجیب و غریب شرائط ان سے کیں اور انہوں نے سب ہی مان لیں۔ میری غذا کے متعلق بیان تک اہتمام جناب حافظ صاحب کی والدہ صاحبہ نے کیا کہ دو یا تین ہانڈیاں ایک ہی چیز کی پکائی جائیں۔ کہ اگر ایک میں نقص ہے۔ تو دوسری کام دیسکے۔ پیر صاحب ان دنوں پیری چھوڑ کر ایک دکان کرتے تھے۔ جو ایک بہت بڑی قربانی تھی۔ اور دیہاتی زندگی والے ہی اسے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ ایک بھاری بھر کم پیر جو پہلے ہر وقت پلنگ پر یا سجادہ پر بیٹھا رہتا ہو۔ اور ادہر ادہر اسکے سجدہ کرنیوالے موجود رہتے ہوں۔ وہ ایک چھوٹی سی دکان میں سودا تولتا نظر آئے۔ سودا دینے میں عجیب تقوےٰ مد نظر تھا۔ دیہات میں عموماً پیسے کی بجائے لوگ غلہ دیتے ہیں۔ ہمارے دونوں پیر صاحب پہلے غلہ کا حساب لگاتے۔ کہ کس قیمت کا ہوا۔ پھر اسکے مطابق سودا دیتے۔ اور جو جو تسامح والے حصے سے بڑھتے تو اسے واپس دیدیتے۔ اس احتیاط کے ساتھ سودا دیتے ہوئے دیکھ کر میری طبیعت پر بڑا اثر ہوا۔ پیر صاحب مجھے اپنے بزرگوں کی خانقاہ پر لے گئے۔ وہاں اس روز میلہ (عرس) تھا۔ لوگوں کا ہجوم تھا۔ اور نوشاہی فقیر ناچتے گاتے بڑھے چلے آتے تھے۔ بعض درختوں کے ساتھ الٹے لٹکے ہوئے حال کھیل رہے تھے (وجد میں آ گئے تھے) بعض کباع میں مشغول۔ ایک عقیدتمند خلیفہ اپنے پچیس تیس مریدوں اور مریدنیوں کے ساتھ آیا۔ قبر کے سامنے صف باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور نماز کی شکل بنائی۔ اور ایک کلمہ کہا۔ جو مجھے اسوقت یاد نہیں رہا۔ یکدم وہ سب اور کچھ اور دیکھنے والے ادہر قبر ہی کی طرف (غالباً شمال کی طرف منہ تھا) سجدے میں گر گئے۔ میرا دل اس شرک عظیم کو دیکھکر دہل گیا۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ یہ زمین پھٹ جائیگی۔ اور آسمان ہم پر ٹوٹ پڑے گا۔ میں نے پیر صاحب سے کہا۔ کہ یہاں سے چلئے۔ ایک مسجد دیکھنے گئے۔ پیر صاحب کے بعض پرانے مریدوں نے دیکھ لیا۔ ان میں سے بعض پاؤں پر گرنا چاہتے تھے۔ پیر صاحب نے ان کو سختی سے منع کیا۔ اور احمدیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پیر برکت علی صاحب نے میرا جوتا باوجود میرے بار بار منع کرنیکے اٹھا لیا۔ مریدوں میں سے ایک دو چشم پر آب ہو گئے۔ کہ ہمارا پیر کہاں سے کہاں جا پہنچا۔ ان کے نزدیک یہ سخت ذلت کی بات تھی۔ مگر پیر صاحب نے کہا۔ یہ جنت کی راہ ہے۔

دوسرے روز جلسہ احمدیہ ہوا۔ سجادہ نشین بھی اسی خیال سے کہ (احمدی کا) کل ہمارے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کچھ دیر کے لئے آیا اور اچھا اثر لیکر گیا۔

ایک دفعہ پیر برکت علی صاحب نے مجھے تحریک کی کہ تفسیر کا کچھ حصہ میں نے ان کو درس کرنا چاہیئے ان دنوں مجھے بیماری سے کچھ افاقہ تھا۔ مگر کمزوری اور عوارضات بدستور۔ لیکن باوجود اس کے ہم دو تین چل پڑے کھاریاں بھی گئے۔ وہاں سے پیر صاحب چاہتے تھے۔ کہ بلانی چلیں۔ جو ہمارے ایڈیٹر صاحب الفضل کا وطن مالوف ہے۔ غالباً اس سے پرے ایک گاؤں پنڈ خریز میں پیر صاحب کے رشتہ دار تھے۔ وہاں تک پہنچنا چاہتے تھے۔ مگر مجھے زکام و نزلہ و بخار سے تکلیف ہو گئی۔ اور کھاریاں ہی سے واپس ہو گئے ان دنوں کچھ گرمی تھی۔ اور پانی اس علاقے میں کمیاب ہے بعض دیہات میں دو دو کوس سے پانی آتا تھا۔ اس لئے وہ بدہ نہ پھر سکے۔

پیر صاحب بہت ہی صالح تھے۔ آپ اور آپ کے بھائی نماز اس قدر سنوار سنوار کر پڑھتے۔ کہ ایک گھنٹہ تک خرچ ہونا معمولی بات تھی۔ تہجد کا بھی التزام تھا۔ آپ کے ہاں اولاد نہ تھی۔ اس لئے دوسری شادی کی۔ اللہ تعالےٰ نے اس سے دو بچے دیئے۔

پیر صاحب قادیان دارالامان اکثر آتے رہتے تھے۔ اس بیماری میں جو آخر مرض الموت ثابت ہوئی۔ یہاں تشریف لے آئے تھے۔ کچھ افاقہ معلوم کر کے تشریف لے گئے۔ بہت خوبیوں کے آدمی تھے۔ آپکے اخلاق حسنہ آپ کے مجاہدات آپ کے کارنامے بہت سے مجھے معلوم ہیں۔ اور ان سے زیادہ جناب حافظ صاحب کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں۔ اگر مجھے موقعہ مل گیا۔ تو میں انشاء اللہ مرتب کروں گا حافظ صاحب کو تحصیل علم کے لئے قادیان بھیجنے میں بھی پیر صاحب مرحوم کا بہت کچھ حصہ ہے۔ ایک بار حافظ صاحب گولیکی کے رستے اپنے وطن کے گاؤں میں گئے۔ یہ ۱۹۰۲ء کا غالباً ذکر ہے۔ ان دنوں میں توضیح و تلویح اپنے والد بزرگوار سے پڑھ چکا تھا۔ اور حافظ صاحب نے مجھے بتایا۔ کہ میں حضرت مولانا نور الدین صاحب سے توضیح شروع کرنے والا ہوں۔ پیر صاحب اپنے رشتہ داروں کے ہاں وزیر آباد جاتے ہوئے عموماً ایک دو رات گولیکی میں ٹھہرا کرتے تھے۔

(اکمل قادیانی)

# میان انڈیمیں قبول اسلام

مورخہ ۸ - جولائی ۱۹۲۴ء کو مسمی نوبت خان ساکن لوہی ضلع متھرا معہ اہل و عیال برضا و رغبت خود ہمارے مبلغ ڈاکٹر نور احمد صاحب احمدی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔ مسمی مذکور کو آریہ لوگوں نے طمع و لالچ دے کر شدھ کر لیا تھا۔

خاکسار:- شیخ یوسف علی احمدی ۔ بی اے قائم مقام امیر المجاہدین آگرہ

# فاتح امریکہ پشاور میں

حضرت مفتی محمد صادق صاحب جنہوں نے خدا کے فضل و کرم سے ممالک مغربیہ میں ۷ سال گذار کر طلوع الشمس من المغرب کی پیشگوئی میں جس قدر عملی حصہ لیا ۔ آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا ۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔

حضرت موصوف جب امریکہ سے واپس مراجعت فرما ہوئے تھے ۔ تو خاکسار نے ان سے جماعت احمدیہ پشاور کی طرف سے سرحد ہندوستان کا دورہ کرنے کی درخواست کی تھی اور جب وہ قادیان دارالامان میں تشریف لے آئے ۔ تو دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء میں صوبہ سرحدی کے نمائندگان کو ساتھ لے کر ان کے در دولت پر حاضر ہو کر تجدید دعوت کی ۔ جو انہوں نے بشرح منظور فرمائی ۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح کے استصواب کے بعد ۔ چنانچہ ہماری جماعت کی طرف سے حضرت صاحب کو درخواست کی گئی ۔ اور ماہ مئی سنہ ۲۴ء میں ان کے پشاور میں ورود کا انتظار تھا ۔ مگر بعض ضروری امور سلسلہ عالیہ مانع ہوئے ۔ یہاں تک کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے بوقت روانگی انگلستان بغرض ایفاء عہد ان کو تھوڑے وقت کے واسطے بھیجدیا ۔ اور حضرت مفتی صاحب ۱۸ جولائی سنہ ۲۴ء جمعہ کے دن بوقت شام ۵ بجے ٹرین میں نزول فرما ہوئے ؂

جماعت احمدیہ نے ان کی آمد کا قبل از وقت انتظام کر کے آنریبل نواب سر صاحبزادہ عبدالقیوم خانصاحب خانبہادر نواب آف ٹوپی ۔ ضلع پشاور کی اجازت سے اسلامیہ کالج پشاور اور اسلامیہ کلب پشاور میں لکچروں کی منظوری حاصل کی تھی ۔ مگر افسوس ہے ۔ حضرت مفتی صاحب کی آمد پر اسلامیہ کالج پشاور میں تعطیلات گرما کی رخصتیں شروع ہو چکی تھیں ۔ اور طلبائے کالج موجود نہ تھے ۔ جن کو از حد انتظار اور دل چسپی تھی ۔ جسکو شائد حضرت مفتی صاحب جنوری سنہ ۲۵ء میں پورا کر سکیں ۔ انشاء اللہ تعالےٰ ۔

۱۸ جولائی سنہ ۲۴ء کو بعد از نماز جمعہ حضرت مفتی صاحب کی آمد کا اعلان حضرت مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور نے احباب میں کیا ۔ اور انتظام کے بارہ میں حکم فرمایا ۔

ریلوے سٹیشن پر کثرت سے احباب موجود تھے ۔ اور ایک قطار میں جماعت کھڑی تھی ۔ اور حضرت امیر جماعت پشاور دائیں جانب پر موجود تھے ۔ حضرت مفتی صاحب کے فروکش ہونے پر خاکسار نے سب سے اول حضرت امیر سے تعارف کرایا ۔ پھر جناب خانصاحب غلام حسن صاحب احمدی ای ۔ اے ۔ سی پشاور ۔ پھر لفٹنٹ تاج محمد خاں صاحب پھر جناب شیخ رحمۃ اللہ صاحب ۔ پھر بابو محمد عطاء اللہ صاحب اور باقی جماعت سے یکے بعد دیگرے ۔ اور حضرت مفتی صاحب اور ہر ایک دوست نہایت خندہ پیشانی سے ایک دوسرے سے ملے ۔ اور حضرت مفتی صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے ۔

ریلوے سٹیشن پر مہمانوں کے واسطے دو موٹریں ایک لاری ۔ اور کچھ ٹانگے موجود تھے ۔ جلوس براہ کابلی دروازہ بازار قصہ خوانی سے ہوتا ہوا مشرق کی طرف سے مسجد احمدیہ میں داخل ہوا ۔

حضرت صادق کے ساتھ مشرق کو خاص نسبت ہے آپ مشرق سے حضرت احمدؑ کا پیغام لیکر مغرب میں گئے ۔ اور وہاں خدا کے فرشتے نے ایک پرانے نبی کا الہام سنایا ۔ کہ کس نے مبعوث کیا مشرق میں صادق کو ۔ یہ ایک پیشگوئی تھی ۔ کہ جب امریکا میں حضرت صادق وارد ہو ۔ تو پوری ہو اور اہل مغرب سے درخواست کی گئی ہے ۔ کہ وہ صادق کو اپنے درمیان پا کر تحقیق کریں ۔ کہ وہ کون جماعت ہے ۔ جسنے صادق کو مشرق میں مبعوث کر کے بطور مبلغ مغرب کو بھیجا ۔ اور اس جماعت کا امام حضرت احمدؑ اور اس کی جماعت اور اس کی تعلیم اور مشن سے واقفیت حاصل کریں پس مشرق سے ہی ورود حضرت صادق کا مسجد احمدیہ میں ہوا ۔

ہفتہ کے دن ۱۹ جولائی سنہ ۲۴ء کو خاکسار نے مسجد احمدیہ اور اس کی متعلقہ جائداد کو حضرت مفتی صاحب کی معرفت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو منتقل کرا دیا ۔ اور کاغذ رجسٹرڈ ہو گیا ۔ تا کہ شاخہائے انجمن کی جائدادیں بغرض نظام جماعت مرکز سے وابستہ رہیں ۔ اور بھاری بوجھ خدا کے فضل و کرم سے نہایت سہولت سے سبکدوش ہوا ۔ شام کو مسجد میں حضرت مفتی صاحب کا لیکچر ہوا ۔ اور نیز صبح بھی کچھ نصیحت فرمائی ۔

احباب نوشہرہ اور جمرود سے بھی تشریف لائے ۔ اور امیر جماعت احمدیہ مردان منشی محمد یوسف صاحب بھی تشریف لائے ۔ شام کو بازاروں میں منادی کرائی گئی ۔ کہ کل اتوار کے دن شام کو اسلامیہ کلب پشاور میں لیکچر ہو گا برادر شیخ رحمۃ اللہ صاحب ۔ جناب خانصاحب غلام حیدر خانصاحب سیکرٹری اسلامیہ کلب پشاور سے انتظام کے واسطے کہہ آئے ۔ کیونکہ اجازت تو نواب صاحب ٹوپی سے مئی میں حاصل کر چکے تھے ۔

۲۰ جولائی سنہ ۲۴ء کو اتوار کے دن صبح ہی سے خانصاحب غلام حیدر خانصاحب نے صوبہ سرحدی کے سب سے بڑے ہال کو نہایت عمدہ طور پر آراستہ کیا کرا دیا دے دیا ۔

ٹھیک ۶ بجہ شام کارروائی شروع ہوئی ۔ برادر مولوی فاضل مولوی عبدالاحد صاحب نے خدا تعالےٰ کے پاک کلام قرآن سے ایک رکوع سنایا ۔ اس کے بعد برادر نواب علی صاحب نے حضرت احمدؑ کی اردو نظم جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلماں ہے سنائی ۔ اور برادر کریم بخش صاحب نے ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے سنائی ۔ ۶½ بجے حضرت مفتی صاحب بذریعہ موٹر حال میں پہنچے ۔ اسوقت ہال اور سٹیج حاضرین سے بھر گیا تھا ۔ کثرت سے اہالیان پشاور تشریف لائے ۔ جن میں بڑے بڑے معزز عہدہ داران سرکار اور رؤسا پشاور موجود تھے ۔ میری تحریک سے جناب قاضی محمد اسلم خاں صاحب پلیڈر بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی پشاور پریذیڈنٹ جلسہ تجویز ہوئے ۔ جناب قاضی صاحب جو ایک خوش وضع اور ہر دلعزیز جوان ہیں ۔ انہوں نے نہایت مختصر مگر عمدہ الفاظ میں حضرت مفتی صاحب کو معرف کرایا ۔ اور اسکے بعد حضرت مفتی صاحب نے ممالک مغربیہ اور اسلام پر لیکچر دیا ۔ آٹھ بجہ تک نہایت امن اور کامل سکون سے حاضرین نے سنا ۔ اور لوگ ہنوز اور سننے کے خواہاں تھے ۔ کہ صلوٰۃ المغرب کے باعث لوگوں کو مزید سننے کی خواہش میں چھوڑ کر لیکچر مجبوراً بند کرنا پڑا ؂

اگرچہ غیر مبایع عنصر نہایت بے قرار تھا ۔ اور خوف زدہ کرنیوالی افواہیں سناتا تھا ۔ تاہم نہایت اطمینان اور امن سے سب کچھ ہوا ۔ اور یَحْسَبُوْنَ کُلَّ صَیْحَۃٍ عَلَیْھِمْ کے مصداق غیر مبایع دوست حیران اور ششدر رہ گئے ۔

ہم باشندگان پشاور کی شرافت اور مہمان نوازی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ کہ نہایت وسعت قلبی سے سب کچھ کیا ۔ غیر مبایع گروہ کو اس خوش فہمی کا موقع نہ دیا ۔ جو ان کو باشندگان پشاور سے بدظنی کی بنا پر تھی ۔

ہم ان جمیع احباب کا جماعت احمدیہ کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ جنہوں نے اس دوران میں کاموں میں حصہ لیا ۔ یا امداد کی یا حضرت مفتی صاحب کی مہمان نوازی میں حصہ لیا ۔ خدا تعالےٰ سب کو جزا خیر دے ؂

حضرت خلیفۃ المسیح کے بھی نہایت ممنون ہیں ۔ جنہوں نے عین روانگی ولایت کے وقت حضرت مفتی صاحب کو ہماری درخواست پر بھیجا ۔ مگر ہماری مودبانہ درخواست ہے کہ واپسی پر حضرت مفتی صاحب کو دوبارہ اجازت تشریف آوری کافی وقت کے ساتھ دی جائے ۔ تاکہ کوہاٹ ہزارہ اور پشاور میں کئی لیکچر دے سکیں ۔ جہاں ان کی اشد ضرورت ہے ۔ اور لوگوں کی پیاس اور بھی بڑھ گئی ہے ۔

اسوقت ہم حضرت خلیفۃ المسیح کو بسفر رفتنت مبارک باد ۔ بسلامت روی و باز آئی ۔ کہکر رخصت کرتے ہیں ۔ اور خدا کے سپرد کرتے ہیں ۔ واپسی پر بشرط زندگی اپنی استدعا کو دہرائینگے والسلام

## حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا پتہ

سہولت اور اخراجات کی کمی کی بنا پر یہ انتظام بھی کیا گیا ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو تار دینا چاہیں۔ تو بجائے سارا پتہ لکھنے کے صرف "حضرت" معرفت تھامس کک اینڈ سنز کا لفظ لکھنا کافی ہوگا۔ اور اسی طرح خطوط پر حضرت خلیفۃ المسیح لکھنا یا خلیفۃ المسیح لکھنا کافی ہے۔ انگریزی پتہ یہ ہے۔

Hazrat Khalifatulmasih
C/o. Thomas Cook & Son.
Ludgate. Circus. London

## بھیرہ کے احمدی مشکلات میں

کچھ عرصہ سے بھیرہ کے مسلمانوں کو بعض مولوی صاحبان احمدیوں کے خلاف سخت اشتعال دلا رہے تھے۔ آخر عید کے دن بھیرہ میں فساد ہو گیا۔ اس وقت تک جو حالات معلوم ہوئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ فساد کی ابتدا غیر احمدیوں کی طرف سے ہوئی۔ اور سنا گیا ہے۔ کہ لڑائی میں ایک آدمی بھی مارا گیا۔ دریافت حالات کے لئے قادیان سے جناب مفتی محمد صادق صاحب اور جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل بھیجے گئے ہیں۔ ان کے آنے پر مفصل حالات سے اطلاع دی سکیگی۔

## الفضل ہفتہ میں تین بار ہو گیا

خدا تعالےٰ کے فضل اور اسی کی توفیق سے اگلے پرچہ سے اخبار الفضل ہفتہ میں تین بار شائع ہُوا کریگا۔ روانگی کے دن۔ سوموار۔ بدھ اور جمعہ ہونگے عام طور پر اخبار کے آٹھ صفحے ہونگے۔ لیکن اگر کسی پرچہ کی اشاعت کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حالات زیادہ وصول ہوگئے۔ تو وہ پرچہ ۱۲ صفحہ کا ہُوا کریگا فی الحال یہ مختصر اطلاع دی جاتی ہے۔ مفصل اگلے کسی پرچہ میں منیجر صاحب بتائینگے کہ اس طرح اخراجات میں کس قدر اضافہ ہوگا۔ اور انہیں پورا کرنے کی کیا سبیل ہونی چاہیئے۔







## وصیت نمبر ۲۰۸۲

میں ماہی بخش ولد جیوا قوم آرائیں ساکن چک نمبر ۲۷۶ گوکھووال۔ ڈاکخانہ گوجرہ ضلع لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے صرف منقولہ جائداد صرف مبلغ چار صد روپیہ کی ہے۔ میں اس وقت موجودہ مذکورہ جائداد کا ۱/۴ حصہ مبلغ یکصد روپیہ وصیت کرتا ہوں۔ اور اس تحریر کے ساتھ ادا کر دیتا ہوں اور مبلغ ایک روپیہ چندہ شرط اوّل کا بھی ساتھ ہی ادا کر کے وصیت مکمل کر دیتا ہوں۔ اس روپیہ مذکورہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائداد پیدا یا ثابت ہوگی۔ تو اس کے اسی قدر حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر اس میں سے میں اپنی زندگی میں انجمن میں جائداد وصیت کردہ کی قیمت میں سے کوئی روپیہ داخل کر دوں۔ یا کوئی جائداد حوالہ کر دوں۔ تو اس قدر اس حصہ وصیت کردہ سے منہا ہو جاویگی۔

العبد:۔ ماہی بخش ولد جیوا ارائیں چک ۲۷۶ گوکھووال

گواہ شد:۔ نظام الدین احمدی چک ۲۷۶ گوکھووال

گواہ شد:۔ بقلم خود چراغ دین۔ نمبردار احمدی از جماعت گوکھووال ۲۷۶

# مختصر ضروری خبریں

—— نئی ایرانی حکومت کے پروگرام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مستقبل قریب میں جبری فوجی تعلیم دینے کی تجویز شامل ہے۔

—— لنڈن ۱۵ جولائی۔ دارالعوام میں نہایت مذاق آمیز کارروائی ہوئی۔ ایک ممبر نے یہ تجویز پیش کرتے ہوئے کہ سکاٹ لینڈ کا سنگ ٹھیٹ ویسٹ منسٹر ایبی سے اٹھا کر ٹوٹی ارود میں رکھا جائے۔ کہا کہ روایت ہے۔ کہ جب حضرت یعقوب اپنے بھائی حضرت عیسو سے بھاگے تھے۔ تو اس وقت یہ پتھر بیت ایلحم میں ان کا تکیہ تھا۔ بنی اسرائیل اسے مصر لائے۔ اور یہ عرصہ دراز تک شاہان مصر کے قبضہ میں رہا۔ وہاں سے آئرلینڈ لایا گیا مجھے معلوم نہیں یہ روایت کہاں تک درست ہے۔ بہرکیف یہ پتھر پانچ صدیوں تک وہاں رہا۔ اور ایڈورڈ اول اسے انگلستان لایا۔ یہ پتھر سکاٹ لینڈ کی قومی امانت ہے۔ اہل سکاٹ لینڈ نے کئی بار کوشش کی۔ کہ یہ واپس مل جائے۔ مگر اہل لنڈن نے واپس نہ کیا۔ ایک دوسرے ممبر نے اس تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ روایت ہے۔ کہ یہ پتھر سکاٹ لینڈ سے پاپا کو پیشکش دینے کے لئے لایا گیا تھا۔ کیونکہ اس نے عیسویت کی تبلیغ سکاٹ لینڈ میں کی تھی۔ اس تجویز کی پہلی خواندگی میں ۲۰۱ اس کے حق میں، ۱۲۱ مخالف آراء تھیں۔

—— ۱۸ جولائی کو ایک الوداعی جلسہ میں ولی عہد حبشہ سے ملاقات کرتے ہوئے ملک معظم نے اپنے اس ارادہ کا اظہار کیا۔ کہ وہ ملکہ ژودتو کو شہنشاہ تھیوڈور کا وہ تاج واپس کر دینگے۔ جو ۱۸۶۸ء میں لارڈ نیپر نے جنگ معذالہ میں حاصل کیا تھا۔ اور جو اس وقت سے وکٹوریہ البرٹ عجائب خانہ میں رکھا ہوا ہے۔

—— فوچو (چین) سے شنگھائی ہوتا ہوا ایک پیام موصول ہوا ہے۔ کہ وہاں ایک ایسی طغیانی آئی۔ جو تاریخ میں عدیم المثال ہے۔ اور جس سے کروڑوں ڈالروں کا نقصان عظیم ہوا ہے۔ فوچو شہر کا ۳/۴ حصہ غرقاب ہو گیا ہے۔

—— لنڈن ۱۷ جولائی۔ دارالعوام میں ہندو مسلم فسادات دہلی و دیگر مقامات کی نسبت کرنل یرٹ نے سوال کیا۔ کہ انتظامی حکام کی امداد کے لئے کتنے مقامات پر فوج کی امداد طلب کی گئی۔ نائب وزیر ہند نے جواب دیا۔ کہ اس معاملہ میں ابھی تک کوئی سرکاری تار موصول نہیں ہوا اور حکومت ہند سے کیفیت طلب کی گئی ہے۔

—— لنڈن ۲۰ جولائی۔ طہران میں مارشل لا جاری کر دیا گیا ہے۔ اور بہت سے مشتبہ آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔

—— معزول خلیفہ ٹرکی نے نظام دکن کو ان کے ماہانہ عطیہ کے جواب میں حسب ذیل شکریہ کا تار دیا ہے۔

بخدمت ہز اگزالٹڈ ہائنس نظام حیدرآباد السلام علیکم مجھے ابھی ابھی موید الملک سر علی امام کا برقی پیغام موصول ہوا ہے۔ جس میں آپ نے میرے حق میں فیاضانہ فیصلہ کیا ہے۔ میں اخوت اسلامی کے اس بلند قدر اظہار پر فخر کرتا ہوں۔ اور ممنونیت کا اظہار کرتا ہوں۔

—— ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ ایک اسلامی اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ خوست کے باغیوں کو حکومت ہند یا حکومت برطانیہ نے امیر صاحب کے خلاف فوجی اسلحہ بہم پہونچائے ہیں۔ یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے۔ بخلاف اس کے حکومت ہند افغانستان کے متعلق اپنے بین الاقوامی فرائض نہایت احتیاط سے پورے کرتی ہے اور اس نے سابق امیر کے دو بیٹوں کو جو باغیان خوست کے ساتھ ملنے کی کوشش کر رہے تھے۔ واپس کر دیا۔ سرحد کے افغانی حلقوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے۔ کہ حکومت ہند سابق امیر کے بیٹوں کو نہ ڈراتی۔ تو باغیوں کو بڑی تقویت حاصل ہو جاتی۔

—— طہران ۲۰ جولائی۔ طہران کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ امریکن سفیر معہ ایک اور امریکن فوارہ پر گاڑی میں سوار ہو کر آئے۔ یہ فوارہ ایران میں نہایت متبرک خیال کیا جاتا ہے۔ وہاں میلا لگا ہوا تھا۔ سفیر نے گاڑی سے اتر کر تمام نظارہ کا فوٹو لینے کے لئے کیمرا لگایا۔ ایرانی ہجوم نے ان کو منع کیا۔ دونوں امریکن فوراً گاڑی میں سوار ہو گئے۔ لیکن مجمع نے گاڑی کو پکڑ لیا۔ اور گاڑی سے نیچے گرا کر اتنا مارا۔ کہ دونوں ہسپتال میں جا کر مر گئے۔ ایرانی مجلس نے عام اجلاس میں اس خوفناک جرم پر اظہار افسوس کیا۔ اور گورنمنٹ پر گہری تحقیقات کیلئے زور دیا ہے۔

—— لنڈن ۲۳ جولائی۔ ڈیلی میل نے "اولیور کی کینہ تقریر" کے عنوان سے ایک مضمون میں اس امر پر بحث کی ہے۔ کہ لارڈ اولیور وزیر ہند نے دارالامرا میں مسٹر داس کی مذمت کرنے کی بجائے تعریف کی ہے۔ ہندوستان کی موجودہ نازک حالت کے وقت ایک ذمہ وار وزیر حکومت کی زبان سے ایسے الفاظ کا نکلنا سخت افسوسناک نتائج پیدا کرے گا۔ لارڈ اولیور حکومت کرنے کے قابل نہیں ہیں وہ اپنے فرائض سرانجام نہیں دے سکتے۔ اور وہ ہندوستانیوں کی غیر وفادار جماعت کو حوصلہ دلائے بغیر کام نہیں کر سکتے۔

—— لنڈن ۱۹ جولائی۔ روما کی ایک ایکسپریس تار مظہر ہے۔ مسٹر گاندھی کا ارادہ ہے۔ کہ بغرض افاقہ کامل وہ وادی دریائے اویزہ کے بالائی علاقہ میں تین ہفتہ تک مقیم رہیں۔ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں لوگ جا کر تعطیل کے ایام لطف کے ساتھ بسر کیا کرتے ہیں۔ وہاں ایک ہوٹل کے مینیجر سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ مسٹر گاندھی کے قیام کے لئے چند کمرے محفوظ رکھیں۔

—— جالندھر کی خبر ہے۔ کہ آریہ سماج کا بدزبان لیکچرار دہرم بھکشو جلسہ میں لیکچر دیتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ جو ضمانت پر

—— گوڑ گانواں شہر میں کمپنی باغ کے نزدیک ایک مسجد پر چند بدمعاشوں نے ۱۸ اور ۱۹ جولائی کی درمیانی شب کو مسجد پر حملہ کر کے کچھ حصہ گرا دیا۔

—— ریونیو اسسٹنٹ امرتسر نے سر گنگا رام اور شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو گرو کے باغ کی زمین سے اخراج کا حکم دیدیا ہے۔ اور مہنت سندر داس کے حق میں ڈگری دیدی ہے۔

—— مدراس ۲۱ جولائی بھگوتی پورم سے ہولناک زلزلے کی اطلاع ملی ہے۔ زلزلہ کے شدید جھٹکوں کیوجہ سے کئی تار گھر اور ڈاک خانوں کی عمارتیں غائب ہو گئی ہیں نقصان جان کے متعلق ہنوز کوئی اطلاع نہیں ملی۔

—— ایڈیٹر شیطان کے مقدمہ کی آئندہ تاریخ پیشی ۲۳ جولائی مقرر ہوئی ہے۔ استغاثہ مندرجہ ذیل مضامین پر دائر کیا گیا ہے (۱) مسٹر محمد علی کی ڈائری کا اخلاقی ورق۔ (۲) اسلام کون قبول کرتا ہے۔

—— مدراس ۲۰ جولائی۔ گذشتہ تین روز کی موسلا دھار بارش کی وجہ سے ساؤتھ انڈین ریلوے لائین کو پہاڑ کی چٹانوں کے گرنے سے سخت نقصان پہونچا ہے۔ کئی مقامات پر لائن کٹ گئی ہے۔

—— میاں عبدالعزیز۔ رانا فیروز الدین۔ اور چوہدری افضل الحق کا ارادہ ہے۔ کہ لیجسلیٹو کونسل پنجاب کے آئندہ اجلاس میں یہ ریزولیوشن پیش کیا جائے۔ کہ مسٹر ظفر علی خاں مالک اخبار زمیندار لاہور کو غیر مشروط طور پر رہا کیا جائے۔

—— میونسپل گرل سکول فنڈ امرتسر میں دو ہزار روپیہ کا غبن پکڑا گیا ہے۔ برانچ سکول کی لیڈی سپرنٹنڈنٹ اور ایک کلرک کو معطل کیا گیا ہے۔ اغلب ہے۔ کہ مقدمہ تفتیش کے لئے پولیس کے سپرد کیا جائے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)